تاریخ الردّۃ

(۲)

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب۔ استاد ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی)

قبیلہ فزارہ (نجد و وادی القریٰ)[1] مرتد ہوگیا، عُیینہ بن حصن نے ان کو اپنے جھنڈے تلے جمع کرلیا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان (تقریباً تین سو میل لمبا علاقہ) جو قبیلے آباد تھے وہ اسلام پر قائم رہے، ان کے علاوہ قبائل غفار، جُہَینہ، مُزَینہ، کعب اور ثقیف نے بھی بغاوت نہیں کی، عثمان بن ابی العاص گورنر طائف نے بنو مالک اور احلاف میں وہاں کے ایک شخص نے تقریریں کرکے ان کو منحرف نہ ہونے دیا۔ عثمانؓ نے کہا "قبیلۂ ثقیف یہ بڑی نازیبا بات ہے کہ تم سب سے آخر (۹ھ) میں اسلام لاؤ، اور سب سے پہلے مرتد ہو جاؤ"۔ قبائل طَیّ[2] ھُذَیل، اہل السّراۃ[3] (تہامہ اور یمن کا درمیانی پہاڑی علاقہ)، بَجیلہ (حجاز و تبالہ)، خثعم (یمن، حجاز، تبالہ) اور ہوازن کی وہ شاخیں جو تہامہ سے قریب تھیں، نصر، جُشَم اور سعد بن بکر اسلام پر قائم رہے، قبیلۂ عبد القیس (تہامہ) کو جارود (بن معلّی سید عبد القیس) نے مدینہ کا وفادار رکھا، یمن کے قبائل میں کِندہ، حضرموت اور عَنس مرتد یا باغی ہوگئے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ (ان کے قبیلہ) دوس کا کوئی شخص مرتد نہیں ہوا اور نہ سراۃ کے باشندے۔ ابو مرزوق تجیبی: "نہ تو قبیلۂ تُجیب کا کوئی فرد مرتد ہوا نہ ہمدان کا، اور نہ صنعاء کے اَبناء (یمن کے فارسی نسل باشندے)، جب رسول اللہ کی وفات کی خبر ابناء کو ہوئی تو ان کی عورتوں نے اپنے گریبان پھاڑ لئے اور سینے پیٹ لئے، ان کی ایک بیگم (مَرزُبانہ) نے آگے پیچھے سے اپنی قمیص پھاڑ ڈالی۔

---

[1] صبح الاعشیٰ قلقشندی مصر ۱/۳۴۳۔ [2] ایضاً ۱/۳۲۶۔ [3] تہامہ اور یمن کا درمیانی پہاڑی علاقہ۔

رسول اللہ حج کر کے ۱۰ھ میں مدینہ لوٹے تو انھوں نے ۱۱ھ کے محرم کا چاند دیکھ کر قبائلِ عرب میں مُحَصِّلِ زکاۃ (مُصَدِّق) روانہ کیے، عِکرِمَۃ بن ابی جہل کو بنو ہوازن کا محصل زکوٰۃ مقرر کیا۔ حامیہ سَبیح اَسَدِی کو بنو اسد کا، ضحاک بن سفیان کو بنو کلاب کا، عدی بن حاتم (طائی) کو طیؔ اور اسد کا، مالک بن نُوَیرہ کو بنی یربوع کا، اقرع بن حابس کو بنو دارِم اور بنو حنظلہ کا، زِبرِقان بن بدر کو ان کے قبیلے (رباب اور عوف) کا، اور قیس بن عاصم مِنقری کو ان کے قبیلہ (مُقاعِس اور بُطون) کا۔ ان قبائل کو جب رسول اللہ کی وفات کا علم ہوا تو ان میں پھوٹ پڑ گئی، کچھ باغی ہو گئے، کچھ وفادار رہے اور ابوبکر صدیقؓ کو زکوٰۃ بھیجی، جن محصلوں نے زکوٰۃ روک لی اور اسے اپنے قبیلوں کو لوٹا دیا، ان کے نام ہیں: مالک بن نویرہ، قیس بن عاصم، اور اقرع بن حابس تمیمی۔ بنو کلاب (حوالی مدینہ فدک اور عوالی) متذبذب تھے، انھوں نے نہ تو زکوٰۃ دینے سے صاف انکار کیا اور نہ ادا ہی کی۔ رسول اللہ نے بنو فزارہ پر نوفل بن معاویہ دِیلی کو مصدق بنایا تھا، شَربَۃ (نجد) میں خارجہ بن حذیفہ بن بدر فزاری سے ان کی ملاقات ہوئی تو خدیفہ نے کہا: "کیا تمھارے لیے یہ کافی نہیں کہ اپنی جان بچالے۔ اوٗ!" یہ سن کر نوفل بن معاویہ کے پیر اکھڑ گئے اور وہ اپنا گھوڑا سنبھالے دھاوے مارتے ابوبکر صدیقؓ کے پاس آگئے، اس زکوٰۃ پر جو انھوں نے جمع کی تھی خارجہ نے قبضہ کر لیا اور ان لوگوں کو واپس کر دی جن سے وصول کی گئی تھی۔ بنو سُلَیم (بالائی نجد کے قریب، وادی القریٰ اور تیمار کے وسط[1] میں) کا بھی یہی رویہ تھا، رسول اللہ نے عِرباض بن ساریہ کو ان کا مصدق مقرر کیا تھا، ان کو جب رسول اللہ کے انتقال کی خبر ہوئی تو انھوں نے عرباض کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور جو کچھ عرباض نے جمع کیا تھا، واپس لے لیا، عرباض بھی اپنا گھوڑا سنبھالے مدینہ آگئے۔ بنو اسلم، غفار، مُزَینہ اور جُہَینہ کے مصدق رسول اللہ کی طرف سے کعب بن مالک انصاری تھے۔ رسول اللہ کی وفات کی

---

۱ صبح الاعشیٰ ۱/۳۴۵۔

خبر پاکر وہ عہد پر قائم رہے اور زکاۃ ادا کردی، ان کا ایک وفد ابو بکرؓ سے ملا، انھوں نے اہلِ ردہ کی گوشمالی میں اِن قبائل کے عربوں سے مدد لی۔ اسی طرح بنو کعب نے اپنے محصّل مسعود بن رخیلہ اشجعی کو زکاۃ کے اونٹ دیدیئے جو ابو بکر صدیقؓ کے پاس مدینہ پہنچا دیئے گئے۔

عدی بن حاتمؓ زبرقان بن بدر نے اپنے اپنے قبیلوں کی زکوٰۃ جمع کرلی تھی اور اس کو بھیجنے کے لئے مناسب موقع کے منتظر تھے، دونوں قبیلوں کے اکابر کا مطالبہ تھا کہ زکاۃ روک لی جائے، لیکن عدی اور زبرقان اس کے لئے تیار نہ ہوئے، وہ اسلام دوست تھے اور ان مصدقوں سے زیادہ صائب رائے، جنھوں نے زکاۃ اپنے قبیلوں کو لوٹا دی تھی۔ انھوں نے اپنی قوم کے اکابر سے کہا:۔ جلد بازی نہ کرو، اگر محمدؐ کا کوئی جانشین بنا تو تمھارے پاس زکاۃ جمع ہوگی اور اگر کوئی جانشین نہ ہوا جیسا کہ تمھارا خیال ہے تو بخدا تمھارا مال تمھارے ہاتھوں میں ہے، اس کو کوئی نہیں لے سکتا، اس طرح عدیؓ اور زبرقانؓ نے اپنے اپنے قبیلوں کے باغیانہ رجحانات دبائے رکھے یہاں تک کہ ان کو مدینہ میں رسول اللہؐ کا جانشین مقرر ہونے کی قطعی خبر مل گئی۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیقؓ کو اہلِ مدینہ نے خلیفہ منتخب کرلیا اور اسامہؓ بن زیدؓ کی مہم شام روانہ ہوگئی اور ابو بکر صدیقؓ خود ان پر چڑھائی کرنے والے ہیں اور عدی نے زکوٰۃ کے اونٹ مدینہ بھیجنے کی ایک تدبیر سوچی) وہ ہر دن اپنے لڑکے کے ساتھ زکاۃ کے اونٹ چرانے بھیجتے، ایک دن لڑکے کو دیر ہوگئی اور وہ عشا کے وقت اونٹ لوٹا کر لایا، عدی نے اس کو مارا اور کہا تو نے اتنی دیر کیوں کی۔ دوسرے دن لڑکے کو پھر چراگاہ سے لوٹنے میں کچھ دیر ہوگئی، عدی نے پھر اس کو سزا دی اگرچہ قبیلہ کے اکابر ان کو روکتے رہے۔ تیسرے دن عدی نے لڑکے سے کہا: بیٹے جب تم اونٹ چرانے جاؤ تو ان کے پیچھے زور زور سے چیخنا اور مدینہ کی جانب لے جانا، اگر تمھاری قوم یا باہر کا کوئی آدمی ملے تو کہدینا

ملے اور تم اس کو ادا کر کے اپنی وفاداری کا ثبوت دے سکو گے۔

گھاس کی تلاش میں جا رہا ہوں، قرب و جوار میں چارہ سخت کم یاب ہے جب لڑکا وقت پر نہ آیا تو عدی نے بناوٹی انتظار شروع کیا اور اکابر طےؑ سے کہا "تعجب ہے لڑکے کو پھر دیر ہو گئی"۔ اس پر کسی نے کہا "ابو طریف چلو اس کو تلاش کریں"، عدی: نہیں اس کی کیا ضرورت ہے"۔ صبح ہوئی تو عدی نے جانے کی تیاری کی۔ اکابر طےؑ نے کہا ہم تمہارے ساتھ چلیں گے۔ عدی: "نہیں میں اکیلا جاؤں گا۔ تم ہو گے تو مجھے لڑکے کو سزا دینے سے روکو گے، اس نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے"۔ عدیؓ اونٹ پر سوار ہو جلدی جلدی اپنے لڑکے سے جا ملے، پھر دونوں مدینہ چلے گئے۔ جب وادی قناۃ میں تھے تو ان کو ابو بکر صدیقؓ کا ایک رسالہ ملا جس کے لیڈر عبد اللہ بن مسعودؓ تھے اور بقول بعض محمد بن مسلمہؓ، ہمارے نزدیک پہلا قول زیادہ مستند ہے۔ رسالہ نے جب عدی کو دیکھا تو وہ ان کی طرف لپکے اور کہا: "وہ سوار کیا ہوئے جو تمہارے ساتھ تھے"؟ عدیؓ: "میرے ساتھ تو کوئی سوار نہ تھا"، رسالہ کے لوگ: "تھے کیسے نہیں، ہیں دیکھ کر کہیں چھپ گئے ہیں"۔ ابن مسعودؓ نے کہا: "جانے دو انھیں، نہ انھوں نے جھوٹ بولا، نہ تم نے، ان کے ساتھ فرشتوں کا لشکر تھا جس کو یہ دیکھ نہیں سکے"۔ عدیؓ بن حاتم ابو بکر صدیقؓ کے پاس آ گئے۔ ان کے ساتھ تین سو اونٹ تھے اور یہ پہلی زکاۃ تھی جو خلیفہ ہو کر ان کو موصول ہوئی۔

ردّہ لڑائیوں کے ایک مورخ کی رائے ہے کہ زکاۃ کے اونٹ نکال لانے کی جس تدبیر کا ابھی ذکر ہوا وہ زبرقان بن بدر کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی، مولف کتاب: "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو دونوں نے توفیقِ ایزدی سے اس کو اختیار کیا تھا یا پھر غلط نسبت کی وجہ سے اختلاف روایت ہو گیا ہے"۔ مذکورہ تدبیر کو جو لوگ زبرقان بن بدر کی طرف منسوب کرتے ہیں کہتے ہیں کہ انھوں نے اس موقع پر یہ اشعار کہے:۔

قیس اور خندف (جو باغی ہو گئے تھے) کو معلوم ہے کہ میں نے وفاداری سے کام لیا جب لوگوں نے بغاوت کے لئے گھوڑوں کے لگام ڈالی۔

میں نے راست بازی سے وہ کام کیا کہ جسے تاریخ میں اس کو دیانت اور شرافت کا ہمیشہ

شاہ کار سمجھا جائے گا۔

مجھے یہ بات عوف (زبرقان کا قبیلہ) کے شایانِ شان نہ معلوم ہوئی کہ ان کے اجداد پر لعن طعن ہو جب لوگ زکاۃ کے اونٹ بانٹیں۔

میں اہلِ جوفار سے زکاۃ کے اونٹ لے کر چلا اور وہ کنکریاں روندتی ہوئی مدینہ آگئیں۔ ان کو میں نے رسول اللہ کے مزار پر پیش کیا لیکن وہاں ان کی پذیرائی نہیں ہوئی ہے۔ کوئی اور بھی ان کو بانٹنے کے لئے آگے نہ بڑھا۔ (؟)

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ کا انتقال ہوا، اس وقت عدیؓ بن حاتم کے پاس زکاۃ کے اونٹوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی تھی۔ جب عربوں میں ارتداد کی وبا پھیلی اور انھوں نے دی ہوئی زکاۃ واپس لے لی اور بنو اسد بھی جو طیؔ کے پڑوسی تھے مرتد ہوئے، تو طیؔ کے اکابر عدیؓ کے پاس آئے اور کہا: "محمدؐ کے انتقال کے بعد لوگ باغی ہو گئے ہیں اور ہر قبیلہ نے زکاۃ روک لی ہے ان حالات میں ہمیں اپنا مال آپس میں بانٹنے کا اجنبیوں کے مقابلہ میں زیادہ حق ہے۔" عدیؓ نے کہا: "کیا تم برضا و رغبت عہد و میثاق پورا کرنے کا وعدہ نہیں کر چکے ہو؟" اکابر: "ہم نے وعدہ ضرور کیا تھا، لیکن تم یہ بھی تو دیکھو کہ بالکل نئے حالات پیدا ہو گئے ہیں اور عربوں نے جو روش اختیار کی ہے وہ بھی تمہارے سامنے ہے۔" عدیؓ: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تو عہد توڑوں گا نہیں، میں نے کسی حبشی سے عہد کیا ہوتا تب بھی اس کو ضرور پورا کرتا۔ اگر تم نہیں مانو گے تو میں زکاۃ کے لئے تم سے لڑوں گا اور یہ حاتم کا لڑکا عدی پہلا شخص ہو گا جو وفائے عہد کی خاطر یا تو جان دے گا یا زکاۃ ادا کر کے رہے گا۔ تم اس بات کی توقع چھوڑ دو کہ حاتم اپنے لڑکے عدی کو قبر میں لعن طعن کرے۔ کسی غدار کی غداری دیکھ کر خود غدر کی طرف مائل نہ ہو، کیونکہ شیطان کے ایسے لیڈر ہوتے ہیں جن کے بہکانے میں آکر احمق راہ راست سے ہٹ جاتے ہیں، اور بغاوت کر بیٹھتے ہیں۔ اس بغاوت کی حیثیت غبار کے ایک جھونکے سے زیادہ نہیں ہے،

کیونکہ رسول اللہ کے بعد ان کا جانشین ضرور مقرر ہوگا جو حکومت سنبھالے گا اور بلا شبہ ایسے لوگ بھی ہیں جو اسی جوش اور لگن سے دینُ اللہ کی حفاظت و حمایت کرنے کو تیار ہیں جس سے انھوں نے رسول اللہؐ کی زندگی میں کی تھی۔ قسم ہے اس ذات کی جو آسمان پر مقیم ہے، اگر تم نے بغاوت کی تو رسول اللہ کا جانشین میرے قتل کے بعد لڑ کر تمھارے مال اور عورتوں پر قابض ہو جائے گا، اس وقت تمھاری کیا پوزیشن ہوگی؟" بغاوت کے خلاف عدیؓ کا یہ ثبات دیکھ کر بنو طےؓ خاموش ہو گئے اور ان کی نصیحت پر عمل کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغاوت کے حق میں اکابر طےؓ نے عدیؓ سے جو گفتگو کی اس میں ایک بات یہ تھی: "جمع کی ہوئی زکاۃ روک لو اگر ایسا کروگے تو ہمارے حلیف بنو اسد کے بھی لیڈر ہو جاؤ گے۔" عدیؓ: "میں تو ایسا کرنے سے رہا، یہ زکاۃ ابوبکرؓ کو دی جائے گی۔" چنانچہ وہ زکاۃ لے کر مدینہ گئے اور ابوبکر صدیقؓ کے حوالہ کر دی۔

عمر فاروقؓ اپنے عہدِ خلافت میں عدیؓ کے ساتھ روکھے پن سے پیش آئے تو عدیؓ نے کہا: "معلوم ہوتا ہے آپ مجھے پہچانتے نہیں۔" عمر فاروقؓ: "بخدا زمین پر میں تم سے خوب واقف ہوں اور آسمان پر خدا، میں تم کو خوب جانتا ہوں، تم وہ ہو جو اس وقت اسلام پر ثابت قدم رہے، جب بنو طےؓ نے کفر و بغاوت کی راہ اختیار کی، تم وہ ہو جس نے پاسِ عہد کیا ہے جب انھوں نے عہد شکنی کی، تم وہ ہو جو اسلام کی طرف بڑھے جب انھوں نے اسلام سے منھ موڑ لیا، خدا کی قسم میں تم کو خوب جانتا ہوں۔"

زبرقان بن بدرؓ بھی اپنی قوم کی زکاۃ لیکر آ گئے۔ اس شاندار کارگذاری سے وہ اور عدیؓ عمر بھر دوسرے محصلوں سے معزز و مکرم رہے۔ ابوبکر صدیقؓ نے عدیؓ کو ہدیۃً تیس اونٹ پیش کیے، وجہ یہ تھی کہ عدیؓ جب بحیثیت عیسائی رسول اللہؐ سے ملنے آئے اور پھر مسلمان ہو گئے اور اپنے وطن جانے لگے تو رسول اللہؐ نے ان کو بلایا اور کہا مجھے افسوس ہے کہ میں تمھارے زادِ راہ کا کوئی بندوبست نہیں کر سکا، بخدا آلِ محمدؐ کے پاس اس وقت روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہے، تم اس وقت خالی ہاتھ چلے جاؤ، خدا اس کی تلافی کرے گا۔" رسول اللہؐ کا یہ قول

ابوبکر صدیقؓ کو یاد تھا، اس لئے انھوں نے زکاۃ کے تیس اونٹ عدیؓ کو دیدیئے۔

جب عربوں کی ایک خاصی تعداد اسلام سے منحرف ہوگئی اور ایک خاصی تعداد نے زکاۃ دینا بند کردی تو ابوبکر صدیقؓ نے پوری تن دہی سے ان سے لڑنے کا بیڑا اٹھایا، خدا نے ان باغی عربوں کے معاملہ میں ان کی صحیح رہنمائی کی، انھوں نے بہ نفس نفیس باغیوں کی گوشمالی کے لئے نکلنے کا عزم کرلیا۔ انھوں نے حکم دیدیا کہ وفادار عرب جنگ کے لئے تیار ہوجائیں، وہ سو مہاجروں کا ایک دستہ لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس دستہ میں مہاجر اور انصار دونوں تھے، ان کی فوج کا جھنڈا خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں تھا، انھوں نے بقعار یعنی ذوالقصّہ میں جاکر کیمپ لگایا، ان کے خود نکلنے کا مقصد یہ تھا کہ دوسرے مسلمان جلدی کریں اور بڑی تعداد میں مسلح ہوکر آجائیں، ترغیب جہاد کے لئے انھوں نے محمد بن مسلمہؓ کو مامور کردیا تھا، ابوبکر صدیقؓ غروب آفتاب کے وقت بقعار (مدینہ سے چند میل شمال مغرب) پہنچے، نماز مغرب ادا کی اور ایک بڑی آگ جلوائی" اس وقت خارجہ بن حصن فزاری جو مرتد ہوگیا تھا اپنے قبیلہ کے رسالوں کے ساتھ مدینہ کی طرف گامزن تھا، تاکہ عربوں کو ابوبکر صدیقؓ کے پاس جانے سے روکے اور اگر موقع مل جائے تو اچانک خلیفہ کے دستہ پر حملہ کردے اس کو موقع مل گیا اور ان ذوالقصّہ کے مٹھی بھر مسلمانوں پر چھاپہ مارا معمولی لڑائی کے بعد مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے۔ ابوبکر صدیقؓ ایک درخت پر چھپ گئے، (وہ نہ چاہتے تھے کہ باغی ان کو پہچان لیں اور قتل کردیں) اس وقت طلحہ بن عبیداللہؓ ایک ٹیلے پر چڑھے اور بآواز بلند کہا: "مسلمانو! ڈرو مت، تمھاری مدد کے لئے رسالے آگئے ہیں"، یہ نعرہ سن کر بھاگے ہوئے مسلمان لوٹ آئے، اس اثناء میں کمک بھی آگئی اور مسلمانوں کی جمعیت بڑھ گئی۔ اب جو لڑائی ہوئی اس میں خارجہ بن حصن اور اس کے رسالے پسپا ہوئے، حضرت طلحہؓ نے ایک چھوٹی جماعت کے ساتھ ان کا پیچھا کیا اور زیریں تنایا عوسجہ (؟) میں خارجہ کو جا پکڑا، وہ بے تحاشا بھاگا تاکہ اپنی فوج کے پچھلے حصہ سے مل جائے، طلحہؓ نے ایک شخص پر نیزے کا وار کیا اور اس کی

پیٹھ توڑ دی، وہ مرکز زمین پر گر پڑا، باقی لوگ بھاگ گئے، حضرت طلحہؓ ابو بکر صدیقؓ کے پاس لوٹ آئے اور ان کو خارجہ کی فوج کے پسپا ہونے کی خبر دی۔ ابو بکر صدیقؓ کئی دن نقعا میں ٹھہرے اس انتظار میں کہ مسلمان جوق جوق ان کے کیمپ میں آ جمع ہوں، ان کے آس پاس جو وفادار قبیلے، اسلم، غفار، مُزینہ، اشجع، جُہینہ اور کعب آباد تھے ان کو حکم دیا کہ جلد مرتد عربوں سے جہاد کرنے جائیں، ان قبائل سے اتنے جوان آ گئے کہ سارا مدینہ بھر گیا۔

سبرۃ جُہنی: : قبیلہ جُہینہ سے ہم چار سو آدمی آئے، اونٹ اور گھوڑے ہمارے ساتھ تھے، عمرو بن مُسَرّة جہنی مسلمانوں کی تقویت کے لئے سو اونٹ لے کر آیا جنھیں ابو بکر صدیقؓ نے ضرورت مندوں پر بانٹ دیا، عمر بن خطابؓ اور علی بن ابی طالبؓ نے جب دیکھا کہ ذو القصہ کے کیمپ میں خاصہ اضافہ ہو گیا ہے نیز یہ کہ ابو بکر صدیقؓ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ خود جا کر باغیوں کی سرکوبی کریں، تو انھوں نے کہا: "خلیفہ رسول اللہؐ آپ لوٹ چلئے، تاکہ (اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئے) تو وہ آپ کے پاس پناہ لیں اور آپ ان کی پشت پناہی کر سکیں" اگر (خدا نخواستہ) آپ مارے گئے تو سب عرب مرتد ہو جائیں گے اور باطل حق پر غالب آ جائے گا"۔ تاہم ابو بکر صدیقؓ برابر یہی ظاہر کرتے رہے کہ میں خود لڑنے جاؤں گا۔ انھوں نے مشورہ کیا کہ گوشمالی کی ابتداء کس قبیلہ سے کی جائے تو صحابہؓ کو مختلف الخیال پایا، انھوں نے کہا: - میری رائے ہے کہ پہلے ہم اس کذاب طلیحہ کی خبر لیں جس نے خدا اور رسول کے بارے میں خلاف واقع باتیں منسوب کی ہیں؛

(باقی)